بی۔اے۔تاریخ (ہسٹری)۔ سال اول

سبق نمبر : 11

ہڑپا تہذیب کے زوال پر بحث

11.0: مقاصد

11.1: تمہید

11.2: آریائی حملے کا نظریہ

11.2.1: آریائی حملے کے نظریہ کی تنقید

11.3: سیلابی نظریہ

11.4: زلزلے سے آنے والے سیلاب کا نظریہ

11.4.1: سیلابی نظریہ سے متعلق تنقید

11.5: پانی خشک ہونے کا نظریہ

11.6: موسمیاتی تبدیلی کا نظریہ

11.6.1 موسمیاتی تبدیلی کے نظریہ سے متعلق تنقید

11:7 قدرتی وسائل کا بے تحاشا استعمال کا نظریہ

11.8: خلاصہ

11.9: اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں

11.10: مزید مطالعہ

11.0: مقاصد (Objectives)

اس سبق کو پڑھنے سے آپ یہ جان سکتے ہیں

ہڑپا تہذیب کے زوال کے مختلف وجوہات

ہڑپا تہذیب کے زوال کے مختلف نظریات

تاریخ کے بڑھتے ہوئے تحقیقی دائرے کی آرائش کرنا اور کس طرح تاریخ میں تحقیق مختلف سائنسی علوم جیسے موسمیات، ماحولیات، بحریات، Seismology، وغیرہ سے مستفید ہو رہی ہے۔

11.1: تمہید (Introduction)

جیسے کہ ہم سب جانتے ہیں کہ ہڑپا تہذیب برصغیر ایشاء کی پہلی تہذیب مانی جاتی ہے۔ ماہرین آثار قدیمہ نے تقریبا 2800 ہڑپائی جگہوں کی کھوج کی ہیں جن میں آدھی سی زیادہ جگہوں کا تعلق ہڑپا کے ابتدائی اور آخری دور سے ہے۔ پختہ ہڑپائی جگھوں کی تعداد 1022 ہیں جسمیں سے 616 ہندوستان میں ہے اور باقی 406 پاکستان میں ہیں۔ ابتدائی اور آخری ہڑپائی دور کی جگہوں کی تعداد پختہ کار ہڑپائی جگہوں کے مقابلے میں زیادہ ہیں مگر رقبہ کے اعتبار سے پختہ ہڑپائی جگہیں زیادہ ہیں۔ اب یہاں یہ سوال ابھرتا ہے کہ اتنی وسیع تہذیب کا خاتمہ کیسے ہوا؟ کیا ساری تہذیب اچانک ختم ہوگئی۔ یا دھیرے دھیرے یہ تہذیب زوال کا شکار ہوئی۔ کیا ساری ہڑپائی جگہیں شمال سے لیکر جنوب تک اور مغرب سے لیکر مشرق تک کا زوال یکساں وقت پر ہوا یا مختلف جگھوں کا زوال مختلف وقت پر ہوا۔ کس وجہ سے تہذیب کا زوال ہوتا ہے؟ کیا اس کے پیچھے ایک ہی یا بہت سارے اسباب ہوتے ہیں۔ اس سبق میں ہم جانے گے کہ کس طرح مختلف اسکالروں نے ان سوالوں پر بحث کی ہیں۔

ہڑپا تہذیب کی دریافت کے فوراً بعد اس تہذیب کے زوال کو سمجھنے کی طرف اسکالروں نے اپنی توجہ مرکوز کی اور دور حاضر میں بھی بہت سے اسکالر اس بحث میں مصروف ہے۔ اب ہم یہ جانے گے کہ ان اسکالروں (ماہرین آثار قدیمہ، تاریخ دان، اور دیگر علوم سے تعلقات رکھنے والے ماہرین) نے کس طرح ہڑپائی تہذب کے زوال کا خلاصہ کیا ہے۔ سہولت کے لیے ان نظریات کی درجہ بندی یوں کی گئی ہیں:

آریائی حملے کا نظریہ

سیلابی نظریہ

زلزلے سے آنے والے سیلاب کا نظریہ

پانی خشک ہونے کا نظریہ

موسمیاتی تبدیلی کا نظریہ

قدرتی وسائل کے بے تحاشا استعمال کا نظریہ

11.2: آریائی حملے کا نظریہ:

ابتدا سے ہی آریائی حملے کا نظریہ غالب رہنے والا نظریہ رہا ہے جس کی وکالت مختلف اسکالروں نے کی ہے۔اس نظریے کے مطابق غیر ملکی آریاؤں نے ہڑپائی شہروں پر حملہ کر کے ان کو تباہ و برباد کیا۔ اس نظریہ کے بانی رام پرساد چندرا ہے۔ جنہوں نے جان مارشل (John Marshall) کے ساتھ Archeological Survey of India میں کام کیا ہے۔ 1926 میں ایک شائع شدہ مضمون میں رام پرساد چندرا نے مسلسل آریوں حملے کو ہڑپائی شہروں کی تباہی کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔اپنی بات کو ثابت کرنے کے لیے انہوں نے رگ وید کا حوالہ دیا ہے ۔جس میں پورا (Pura)اور آریوں کے خدا اندر(Indra) جنہیں پرندر(Purandara) قلعہ شکن کہا جاتا ہے ۔اگرچہ 1929 آتے تک رام پرساد چندرا نے اپنے نظرے کو ترک کر دیا اور بعد میں اس کو بہت لوگوں کی حمایت نہ ملی۔

اپنی کتاب *The Aryan: A Study of Indo- European Origins* جو 1926 میں شائع ہوئی۔اس میں گاڈن چائلڈ(Gordon Childe) نے عارضی طور پر نظریہ آرین حملے سے اتفاق کیا ہے۔وہ یہ بات سندھ(Indus)اور آریوں لوگوں کے مادی کلچر میں فرق کرنے کی بنیاد پر کہہ رہے ہے۔ ان کے الفاظ میں "ماقبل زمانے کی تہذیب کے فن، رسم خط اور دیگر عناصر اور آریوں کی تخلیق میں واضح فرق اس آخری متبادل کو ثابت کرتا ہے کہ آرین سندتہذیب کے تباہ کردہ لوگ ہے "

البتہ Sir R.E. Mortimer نے اس نظرے کی وضاحت اس طرح کی ہے اور اپنے دفع میں آثار قدیمہ سے جُڑے ثبوت پیش کیے ہے۔ انہوں نے ہڑپا کھدائی کی تحقیق کو اپنی کتاب *Ancient India: Bulletin of the Aercheological Survey of India* 1947 میں چھاپا۔ اسی کتاب میں انہوں نے آریائی نظریہ حملے پر زور دیتے ہوئے یوں لکھا ہیں:

> آریائی لوگوں کی سرزمین سات دریاؤں والی زمین اور اس کے گرد و نواح پر حملہ
> آور ہونا اس طرح سے پیش کیا جاتا ہے کہ جیسے مقامی باشندوں کے قلعہ بند

> شہروں پر کوئی فوج کشی کی جارہی ہو۔ان شہروں کے لیے رگ وید میں لفظ ''پور'' کا استعمال ہوا ہے۔جسکے معنٰی شہر پنا،قلعہ یا مضبوط گڈھ کے ہیں.... اور اسی مناسبت سے اندرا جو کہ آریوں کا جنگی دیوتا ہے، پورندرا یعنی " قلعہ کُش " کہلاتا ہے۔ اندرا اپنے آریائی چیلے دیو وداسا(Divodasa) کے لئے نوے(90) قلعوں کوتہس نہس کر دیتا ہے.... مختصراًاندرااسطرح قلعوں کا صفایا کرتا ہے جیسے وقت ملبوسات کا۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قلعے کہاں ہیں یا کہاں تھے۔پہلے یہ رائے ظاہر کی گئی تھی کہ قلعے خیالی اور فرضی تھے یا یہ حملے سے بچنے کی پناہ گاہیں ہے۔ یا یہ کوئی سخت مٹی سے بنی ہوئی فصیل یا شہر پناہ ہے جس کے اندر گڑھا ہو جو چنگلا سے گھیرا ہوا ہو۔لیکن ہڑپہ میں ہوئے حالیہ کھدائی کے نتیجے میں یہ نظریہ تبدیل ہوتا دکھائی دے رہا ہے۔کھدائی کی وجہ سے یہاں ہمیں ایک اعلی ترقی یافتہ تہذیب کا پتہ چلتا ہے۔جوکہ بنیادی طور پر غیر آریائی ہے۔اس مظبوط بنیاد والی تہذیب کو کس نے تباہ کیا؟ موسمی حالات، اقتصادی یا سیاسی بگاڑ اس تہذیب کی کمزوری کے وجوہات کیا ہو سکتے ہیں۔مگر اس تہذیب کا خاتمہ بظاہر ایک سوچی سمجھی اور بڑی سطح کی تباہی (آریائی حملہ) سے ہی ممکن ہو سکتی ہے۔شاید یہ ایک اتفاق نہ ہو کہ موہن جودارو کے آخری زمانے میں ہمیں مرد،خواتین،اور بچوں کے قتل عام کے ثبوت ملے ہیں۔واقعاتی ثبوت کی بنیاد پر ہم اندرا کو ملزم ٹھہرا سکتے ہیں۔

Mortimer Wheeler کا کہنا ہے کہ "Hariyupiya" جگہ جس کا ذکر ریگ وید میں موجود ہے اصل میں موجودہ ہڑپا ہے۔آریائی حملے اور مقامی لوگوں کے قتل عام کو ثابت کرنے کے لئے انہوں نے 26 انسانی ڈھانچوں (جس میں مرد، زن اور بچے شامل ہے) کی مثال پیش کی ہیں جو موہن جودارو کی سڑکوں پر بکھرے اور بنا دفن کیے ملے تھے۔ ان ڈھانچوں پر زخموں کے نشانات کی بناہ پر وہ کہتے ہے کہ آریائی حملہ وروں نے سندھ (Indus) شہروں کا قتل عام کیا ہے جسکی وجہ سے اس تہذیب کا خاتمہ ہوا۔ جیسے اوپر حوالے میں Mortimer Wheeler نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ موسمی تبدیلیوں اور سیاسی عدم استحکام کا عمل دخل

رہا ہوگا مگر وہ اس بات کو ترجی دے رہے ہے کہ اس تہذیب کے زوال کی گہری شروعات آریائی حملے کی وجہ سے ہوئی ہے ان کے مطابق "Cementry H" کلچر آریائی حملے کو ظاہر کرتا ہے۔

1950 کی دہائی تک نظرے آریائی حملہ کافی مشہور تھا۔ ڈی ڈی کوسمبی اپنی کتاب *Introduction to the Study of Indian History* جو 1956 میں پہلی بار شائع ہوئی اور جس میں پہلی بار مارکس کے نظرے پر تاریخ کو دیکھنے کی شروعات کی گئی، ڈی ڈی کوسمبی اس کتاب میں ذکر کرتے ہے کہ آریوں نے سندھ (Indus) شہروں کو تباہ کر دیا۔ ہڑپا "Cementry H" کے حوالے سے کوسمبی یہ نتیجہ اخذ کرتے ہے کہ غیر مہذب، جنگی، جاہل لوگوں کے حملے کے شواہد زیادہ ہے اور انہیں یقین ہے کہ جاہل غیر ملکی آریوں نے دونوں موہن جادارو (Mohenjodaro) اور چنہادارو (Chanhudaro) پر حملے کرکے ان پر قبضہ کرلیا۔ وہ خاص کر حملہ آور آریوں کو ہڑپا بند (dams) کو توڑ کر ان کے زراعت کو تباہ کرنے کا ذمہ دار ٹھہراتا ہیں۔ اس بات کو ثابت کرنے کے لیے رگ وید کا حوالہ دیا ہے جس میں ان Indra) کا ذکر وتراہن Vrtrahan یعنی ویتراہ کو مارنے والا کے طور پر ہوا ہے۔ وہ دوماہریں لسانیات کے تجزے کی بنا پر کہتے ہے کہ Vritra کا مطلب بندش، بند، رکاوٹ کے ہیں نا کہ دیوار کے۔

اپنی کتاب *The Wonder that was India* جو کہ 1954 میں شائع ہوئی ہے A.L. Basham ذکر کرتے ہے کہ کس طرح آریوں نے حملہ سے سندھ شہر کو تباہ کر دیا۔ ان کے مطابق اگرچہ آریائی کچھ پہلوں میں کم ہنرمند تھے مگر ان کے پاس اعلیٰ آوزار تھے۔ وہ کہتے ہے کہ سندھ کے شہروں پر قبضے کی وجہ نا کہ اعلا فوجی صلاحت تھی بلکہ وہ بہترین ہتھیاروں سے لیس تھے اور جانتے تھے کہ کس طرح تیز روی سے گھوڑوں کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ان کے مطابق رگ وید ظاہرے طور پر حملہ آوروں کی کتاب ہے۔

11.2.1: آریائی حملے کے نظریہ کی تنقید:

بہت سارے اسکالروں نے جس میں پی۔وی۔کانے (P.V. Kane)، جارج۔ایف۔ڈیلس (George F. Dales) اور بی۔بی۔لال (B.B. Lal) ہے انہوں نے اس بات کو مسترد کیا ہے کہ ہڑپا شہر آریائی حملے کی وجہ سے تباہ ہوئے۔ اس سلسلے میں 1935 کے انڈین ہسٹری کانگرس کے صدارتی اجلاس میں پی۔وی۔کانے نے کچھ اہم سوالات اٹھائے۔ وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ہڑپا اور موہن جودارو بڑے شہر

تھے اور یہ دونوں شہر تین میل کے circumference پر پھیلے ہوئے تھے اور شہر کم سے کم ایک لاکھ لوگوں سے آباد رہا ہوگا اگر ان شہروں پر آریوں نے حملہ کیا ہوتا اور بہت بڑے پیمانے پر خون خرابا ہوا ہوتا تو مرنے والے لوگوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہونی چاہیئے نا کہ صرف ۶۲ لوگوں کی جیسا کہ Mortimer Wheeler نے اپنے نظرے کے دفاع میں ثبوت کے طور پر پیش کیا ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ایک بھی انسانی ڈھانچہ قلعہ ٹیلا (Citadel Mound) میں نہیں پایا گیا جیسا کہ ایسی امید کی جاسکتی تھی اگر آریائی اور مقامی لوگوں کے درمیان لڑائی ہوئی ہوتی۔ اپنے ایک مقالے 'Proto-Historic Investigation' جو 1935 میں چھپا، بی۔بی۔ لال نے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ Cementry H کلچر کے لوگوں کو جنہیں Mortimer Wheeler ہڑپا پر آریائی حملہ کرنے والے لوگوں کے ساتھ منسلک کرتے ہے وہ دراصل میں موجود ہی نہیں تھے جب ہڑپا شہر ختم ہو رہا تھا۔

دوسری اہم تنقید George F. Dales نے آریائی حملے کے نظرے پر کی ہے۔ ان کے مقالے 'The Mythical Massacre at Mohenjodaro '.

جو 1942 میں شائع ہوا اس میں انہوں نے تفصیل سے انسانی ڈھانچوں (ان کے مطابق ان کی تعداد ۳۷ ہے) کا حوالہ دیا ہے جو موہن جودارو (Mohenjodaro) قصبہ کے نیچے حصے میں پائے گئے ہیں وہ یہ کہتے ہے کہ تباہی کی کوئی علامت حالیہ شہر کے رقبے سے نہیں ملے اور یہ نتیجہ اخذ کرتے ہے کہ شہر کے آخری وقت میں کوئی تباہی نہیں ہوئی، نا کوئی بڑے پیمانے پر جلنے کے آثار، نا ہتھیاروں سے لیس جنگجوں کی لاشیں ہی ملی ہیں۔ شہر کے ایک ہی دیوار بند قلعہ سے کوئی حملے کے ثبوت نہیں ملے ہے۔

وہ اس بات پر زور دیتے ہے کہ ہمیں دوسرے وجوہات کی تلاش کرنی چاہیئے جو ہمیں ہڑپا تہذیب کے زوال کی وضاحت کرے جس کی طرف ہم اب اپنی توجہ مرکوز کرے گئے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

۱۔ ماہریں آثار قدیمہ نے اب تک کتنی ہڑپائی جگھوں کی نشان دہی کی ہیں

۲۔ اس اسکالر کا نام بتائیں جس نے پہلی بار آریائی نظرے کی بات کی۔

۳۔ کن بنیادوں پر Mortimer Wheeler نے نظرے آریائی حملے کی وضاحت کی۔

۴۔ وہ کون سے اسکالر ہیں جنھوں نے نظریہ آریائی حملے کو مسترد کیا اور کن بنیادوں پر کیا۔

11.3: سیلابی نظریہ:

جیسے کہ آپ جانتے ہیں کہ زیادہ تر ہڑپا شہر دریاؤں کے کناروں پر آباد تھے۔موہن جودارو، چنہا دارو اور کوٹ دجی(Kot Diji) بھی سندھ دریا کے کناروں پر پنپ رہے تھے۔ہڑپا راوی (Ravi) پر تھا۔روپر (Ropar) سطلج کے کنارے پر ابھرا۔کالی بینگن (Kalibangan) جو کہ راجستھان میں ہے گا گر۔ہا کرہ (Ghaggar/Hakra) کی وجہ سے پھلا پھولا۔شہر جیسے کہ راکھی گری (Rakhigarhi) بناولی (Banawali) اور متاتھل(Mitathal) سرسوتی درہاوتی(Saraswati-Drishadwati) نکاسی نظام کے حدود کے اندر پنپا۔بادراور سابرمتی(Bhadar and Sabarmati) رنگ پوراور لوتھل جیسے گجراتی شہروں کو زندگی بخشی۔

بہت سارے اسکالروں کا ماننا ہے کہ اگر یہ دریا ان شہروں کو زندگی بخشتے تھے تو یہ شہران کے خاتمے کا سبب بھی بن سکتے تھے ای۔جے۔میکے(E.J. Makay) لکھتے ہے کہ سندھ دریا میں سیلاب آنے کی وجہ سے چنہا دارواور موہن جودارو شہروں میں بربادی لاکر ان شہروں کی عمارتوں کو تباہ کردیا اور لوگوں کو نقل مکانی کرنے پر مجبور کر دیا۔ان کے مطابق دریا ہی انکا دشمن ثابت ہوا۔ایس۔آر۔راؤ کے مطابق لوتھل جو گجرات شہر کا بندرگاہ رہا ہے مختلف وقت پہ آئے سیلابوں کی وجہ سے ختم ہو گیا۔

11.4: زلزلے سے آئے سیلابوں کا نظریہ

سیلابوں کا خیال آتے ہی ہم فرض کرنے لگتے ہے کہ زیادہ بارشوں کی وجہ سے سیلاب آتے ہیں جو کہ قدرتی عمل ہے مگر اسکالر جیسے ایم۔آر۔سہنی (M.R. Sahni)، رابرٹ۔ایل۔ریکس اور جارج۔ایف۔ڈیلس نے اپنی کچھ الگ غیر معمولی وجوہات پر توجہ مرکوز کی ہے انکا ماننا ہے کہ جو سیلاب سند شہروں کی بربادی کا سبب بنے تھے وہ دراصل زلزلے سے آئے تھے زلزے سے آنے والے سیلابوں کے نظریے کو خوبصورتی کے ساتھ H.T. Lambrickنے یوں خلاصہ کیا ہے۔

> کسی زمانے میں جب وادی سندھ کی تہذیب ایک محکم اور پیہم تہذیب تھی اور موہنجوداروجس نے ایک آباد قصبے کی شکل اختیار کر لی تھی۔اس وقت ملک میں کئی میلوں کی دھاروں میں ایک ٹیکٹا نک پریشانی واقع ہوئی۔جسکی وجہ سے زمین کی

> سطح دریا سندھ کے مقابلے میں نوے درجہ کے زاویے تک اُبھر گئی۔ اس لئے سیلاب زرخطہ بہت بڑے پیمانے پر پھول گیا اور سوختی شکل اختیار کی جس کی اونچائی ایک سوفٹ سے زائد تھی۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ پھولی ہوئی زمین مغرب کی طرف ابھری ہوئی پتھریلی زمین یا سیلابی خطے کے دائیں طرف سے لے کر مشرق میں ابھری اور ریت سے ڈھکی ہوئی زمین بائیں طرف کے کنارے تک تین میلوں پر پھیلی ہوئی تھی۔ اس رکاوٹ کے نتیجے میں دریائے سندھ کا حسب معمول بہاؤ بھی متاثر ہوگیا۔ اس زمین کے ابھرنے کی وجہ سے پانی کا بہاؤ رک گیا اور اس سے آہستہ آہستہ پورے قصبہ موہنجوداڑو کو پانی میں غرق کر دیا اور ایک جھیل کی شکل اختیار کر لی۔ ایک عرصہ جو شائد ایک صدی تک لمبا تھا، گذرنے کے ساتھ دریا نے اس ابھری ہوئی رکاوٹ کو کاٹ کر اور اپنا راستہ بنا کر بحرہ عرب کے آغوش میں گم ہوگیا۔ اور اسطرح یہ خطہ از سر نو سر سبز و شاداب ہوگیا.... اس نظریئے کی ایک صورت کے مطابق ٹکنا نک ابھار کا عمل، دریائے سندھ کا رکنا، ایک بڑے جھیل کا وجود میں آنا اور موہنجوداڑو کا پانی میں غرق ہوجانا، دو یا تین صدیوں میں کئی صدیوں کے وقفوں میں واقع ہوا ہوگا۔

آیم۔آر۔ساہنی (Palaentologist) شاید ایسے پہلے مفکر تھے جنہوں نے اپنے شائع (1956) مقالے میں یہ بتایا کہ نچلے سندھ کے خطے میں آنے والے زلزلوں کے وجہ سے سیلاب آئے اور پورا موہن جودارو ڈوب گیا۔ ان کے مطابق ان زلزلوں سے زمین کے کچھ حصے اوپر آئے جسکے باعث بند (ڈیم) بنے جو آخر کار بڑے علاقوں کے ڈوبنے کی وجہ بنی۔

اس سے انہوں نے یہی نتیجہ نکالا کہ اُس وقت پانی کی سطح میں بہت زیادہ اضافہ ہوا تھا اور ایک لمبے عرصے تک یہ پانی میں ڈوبا ہوا تھا۔ تشبی کے طور پر انہوں نے 1819 میں ہوئے زلزلے کی مثال دی جس سے کچھ (Kutch) اثر انداز ہوا تھا۔ اس زلزلے کی وجہ سے ایک رقبہ اوپر آیا جس کی لمبائی پچاس میل اور چوڑائی بیس میل اور اونچائی دس میل سے سولہ فٹ تھی۔ اس کے چلتے سندھ کے مشرقی سمت میں بہت تبدیلیاں آئیں اور اس سے الابند (Allah Bund) وجود میں آیا۔

R.L. Raikes نے اپنے مضمون 'The Mohenjodaro Floods' جو کہ 1965 میں شائع ہوا

اسی نظریہ کو تفصیل سے بیان کیا۔ آر۔ ایل۔ ریکس کے مطابق زلزلے سے ہونے والی زمینی حرکات کی وجہ سے سحواں (Sehwan) کے مقابل میدانی علاقے کو اُوپر لایا اسی وجہ سے ایک بڑا تالاب بنا جو آخر کار موہنجو دارو کے ڈوبنے کا سبب بنا۔ کچھ سال بعد شہر کے ڈوبے ہوئے حصے پھر اُبھر گئے جسکی بدولت مکین لوگوں میں اسکے ڈھالوں پر اور اُونچی چوڑیوں پر تعمیراتی کام شروع کیا۔ موہن جو دارو اور چنہا دارو کے مختلف مرحلوں کی تعمیر نو، جمع ہوئی سیلابی مٹی کی نوعیت، جنوبی موہن جو دارو کے امکانی سحواں (Sehwan) نے حالات بند بنانے کے لیے پیدا کیے جس کی وجہ سے ایک جھیل وجود میں آئی جس کی بنا پر وہ اس نظریہ کی طرف داری کر رہے ہے۔

انہوں نے اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ امکان ہے کہ ایک سے زیادہ مرتبہ زلزلوں کی وجہ سے زمین کی سطح میں اونچائی ہوگئی۔

1966 میں شائع ہونے مضمون 'The Decline of the Harapans' میں George F. Dales نے بھی کچھ اسی طرح کے خیالات کا اظہار کیا ہے جیسا کہ ریکس نے اپنے مضمون میں کیا تھا۔ جاج۔ ایف۔ ڈیلس کے مطابق مٹی کی مختلف سطحوں اور تعمیر کی کئی سطحیں اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ یہ شہر پانچ یا پانچ سے زیادہ مرتبہ سیلاب کا شکار ہوا تھا۔

11.4.1: سیلابی نظریہ کی تنقید

اس نظریہ کو H.T. Lambrick نے رد کیا۔ وہ اپنے مضمون ' The Indus Flood Plain and the Indus Civilisation' جو 1967 میں شائع ہوا انہوں نے تمام ان ثبوتوں کے خلاف سوال کیے جیسے کہ ناپختہ مٹی، تازہ پانی کے خول، اور ان سے جڑے جھیل اور بند جسکو ریکس اور ساہنی نے اپنے نظریات کے لیے استعمال کیا تھا اسکو رد کیا۔ اُن کا یہ ماننا ہے کہ جو ثبوت ریکس اور ساہنی نے اپنے نظریے کو ٹھوس بنانے کے لیے استعمال کے تھے وہ ناکافی ہیں۔ موہنجو دارو کے کھنڈرات میں سندھ کی مٹی ملنے کے سوال پے انکا یہ ماننا ہے کہ لازمن کچھ اور وجوہات سے یہ مٹی وہاں دیکھنے کو ملتی ہے جیسے کہ آندھی جو کہ وقت در وقت مٹی اور دھول کو اُٹھا کر کے نزدیکی کھنڈرات کی خالی جگہوں میں بھرتی ہیں ذہن میں رکھنی والی بات یہ ہے کہ آندھی کی وجہ سے جمع ہوئی مٹی اکثر ہلکے دانوں سے بنتی ہے اور جب یہ مٹی بارش کی وجہ سے جم جاتی ہے تو اسکی بناوٹ ایک جھیل یا دریا میں جمع ہونے والے مادہ سے ملتی ہے۔

Lambrick نے موہنجو دارو کے خاتمے کے لیے ایک مختلف نظریہ سامنے رکھا ہے اُن کے مطابق سندھ نے اپنی

راہ کچھ تین کلومیٹر مشرق کی طرف بدل دی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ موہنجوداوراوروہان کے مکین پانی سے محروم ہوگئے۔ انکا ماننا ہے کہ حالانکہ اس نظریہ کو ثبوت کے بنا پر نہیں لایا جاسکتا لیکن اس نظرے کے حق میں کچھ مضبوط ثبوت ہیں لیکن کچھ ماہرین جیسے کہ Upinder Singh کے لیے دونوں نظریات قابل یقین نہیں ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ:

1: ہڑپن شہروں کے لیے سیلابی نظریہ نے کس کو مسترد کیا ہے۔

2: اس ماہر آثار قدیمہ کا نام بتائے جس نے سیلاب کی وجہ سے لوتھل کی تباہی کو بیان کیا ہے؟

3: M.R. Sahni کے نظریہ زلزلے سے آنے والے سیلاب اور ہڑپا قصبوں کی تباہی پر ایک نوٹ لکھے۔؟

4: کس نے M.R. Sahni کے نظریے کی تنقید کی اور کن بنیادوں پر کی؟

11.5: پانی کے خشک ہونے کا نظریہ:

جیسا کہ کچھ اسکالروں نے ہڈپا تہذیب کے زوال پزیر ہونے میں سیلابوں کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے مگر کچھ اور لوگوں کی

سوچ اس کے برعکس ہے۔ان کے مطابق کثیر پانی جو کہ تہذیب کو زندہ رکھتا ہے کی غیر دستیابی کی وجہ سے ہڑپا شہروں کا زوال ہوا۔ محمد رفیق مغل نے اس ضمن میں ایک اہم کھوج کی ہے ان کے مقالے 'The Consequences of River Changes for the Harappan Settlements in Cholistan' جو کہ 1992 میں شائع ہوا ۔جس میں اس بات کی طرف توجہ مرکوز کی گئی ہے کہ کس طرح گاگر حکرا(Ghaggar-Hakra) دریا کے رفتہ رفتہ خشک ہونے کی وجہ سے اس کے آس پاس کی بستیاں ختم ہوگئی ستلج یا یمنا(Yamuna)ایک وقت میں دریا گاگر(Ghagar) میں بہتا تھا ٹیکٹونک حرکات کی وجہ سے یمنا گنگا میں مل گئی اور ستلج سند میں مل گیا اس کی وجہ سے گاگرا حکرا(Hakra) میں پانی کی فراہمی بہت حد تک کم ہوگئی جسکی وجہ سے اسکے آس پاس کی بستیاں زد میں آگئی۔ مغل کہتے ہے کہ واحد یا کثیر وجو ہات جیسے کہ آریائی حملہ،موسمی سیلاب،قدرتی وسائل کا بے تحاشہ استعمال،اور موسمی تبدیلیاں جو کہ مختلف مصنفین نے دی ہے اتنا تباہ کن ثابت نہیں ہوا جتنا کہ پانی کی تبدیلیاں اور اس کی غیر دستیابی تباہ کن ثابت ہوئی۔ اور کہتے ہے کہ یہ بات واضح ہے چولستان(Cholistan) میں ہڑپا کی تہذیب کا زوال دریاؤں میں آئی تبدیلی سے براہ راست تعلق ہے مغل کی تحقیق بتاتی ہے کہ جیسے جیسے دریا سوکھتے گئے ویسے ویسے بستیوں کی تعداد کم ہوتی گئی۔

11.6: موسمیاتی تبدیلیوں کا نظریہ:

یہ آپ جانتے ہوگے کہ موسم اور جغرافعہ ایک اہم کردار تاریخی تشکیل میں ادا کرتی ہیں اسکاروں کی رائے ہے کہ ہڑپا تہذیب کے بدلتے موسمی حالات کا براہ راست اثر اس تہذیب کی نشونما میں تھا۔ سندھ اور بلوچستان سے ملے آثار قدیمہ سے جڑی کھوج کی بنا پر جو 1930 کے ابتدا میں شائع ہوئی سر آرل سٹین (Sir Aurel Stein) اور سر جان مارشل(Sir John Marshal) نے رائے دی ہے کہ ان جگہوں کے موسمی حالات آج کے مقابلے میں کافی تر تھے اور کافی بارش کی وجہ سے اس تہذیب کے لوگوں نے بند بنائے جیسے گوبر بند(Gobar Bands) جنوبی بلوچستان میں بنائے اور موہن جادارو میں دھوپ میں سکھائی ہوئی پختہ اینٹوں کے گھر تعمیر کر وائے۔ ہڈپائی مہرون پر جو جانوروں کی تصویریں ملی ہے وہ دراصل نم دار جنگلاں میں اکثر پائی جاتے ہیں 1950 کی دہائی میں ماہر آثار قدیمہ سر موریٹی مر(Sir MortimerWheeler) اور سٹوویٹ پگوٹ(Stuart Piggot) جیسے ماہرین نے نم موسمی حالاتی نظرے کی حمایت کی ہے مگر فارں بعد 1960 کی دہائی میں کافی اسکالروں نے جیسے جارج ایف دیلس(George F. Dales)،رابوٹ ایل۔ریکس(Robert

(L. Raikes)، رابوٹ ایچ ڈیسن (Robert H. Dyson)، والٹر فائر سروس، جونیئر(Walter Fairservis, Jr.) ، اور ایف۔اے۔دُرانی (F.A. Durrani) نے اس نظریے کے خلاف کچھ اہم سوالات اُٹھائے۔

گردیپ سنگھ اپنے مقالے 'The Indus Valley Culture' جو کہ 1971 میں شائع ہوا۔ جس میں انہوں کہا ہے کہ ماضی کے موسمی حالات اور ہڑپائی تہذب کے زوال میں ایک ربطہ ہے۔ایک ماہرین قدیم موحولیات (Palaeo-Ecologist) ہونے کے بنا پرانہوں نے آرکیولاجکل (Archeological) کے بجائے زرگل تجزیے(Palynological) نقطہ نظر سے تحقیق کی ہے۔انہوں نے راجستھان کے تین نمک والی جیلوں اور ایک تازہ پانی والی جھیل کے ذخیرے کا مشاہدہ کیا۔ نمک والی جھیلوں میں سامبھر (Sambhar)،ددوانہ(Didwana)، اورلن کرنسر(Lunkaransar)شامل تھی اور پشکر(Pushkar) تازہ پانی کی جھیل تھی۔نمک والی جھیلوں کے پھولوں کے زیدے(Pollen) کے مشاہدے کے دوران یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہاں پر بارشوں کے بہاو میں fluctuations دیکھنے کوملتاہے پھولوں کے زیدے کی تحقیق کے بنا پر انہوں نے آب و ہوا کی تبدیلی کو پانچ مراحل میں بانٹا ہے اور اس میں سے چوتھے مرحلے (3000BC-1000BC) مزید چار زیلی مرحلوں میں تقسیم کیا ہے پہلے زیلی مرحلے میں جب بارش میں اچانک کافی اضافہ ہوا تو نئے پتھر اور تامب والی تہذیبوں کو شمال مغربی ہندوستان میں توسیع ملی ۔جس کی وجہ سے سندھ تہذیب کو ترقی ملی۔گرداس سنگھ کا کہنا ہے کہ دوسرا ذیلی مرحلہ کافی خشک دور تھا جوتقریباً تین سو سال (1800BC-1500BC) تک رہا۔لن کرنسر((Lunkaransar)جھیل جو خشک دور میں موجود تھی خشک ہونا شروع ہوگئی تھی باقی جھیلیں جونیم خشک دور میں تھی نمکین ہونے لگی مگر خشک ہرنے والے عمل کی شروعات میں فرق ہے رلن کرنسر(Lunkansar) میں اس کی شروعات 2000BC میں ہوئی اور سامبھر (Sambhar) میں1000 BC کے آس پاس ہوئی۔گردیپ سنگھ نے ہڑپا تہذیب پرموسمی تبدیلوں کو اپنی کتاب میں یوں قلم بند کیا ہیں:

> موجودہ شواہد سے یہ لگتا ہے کہ خشک پن کی شروعات 1800 BC میں
> ہوئی ہوگی جس کی وجہ سے ہڑپا کلچر خشک اورنیم خشک شمالی علاقوں میں کمزور
> ہوگئی مگر محیط علاقوں جیسے گجرات اور ہمالیا کی ترائی پر اسکا یکساں حدتک اثر

نہیں پڑا۔ سند کلچر کے زوال کی شروعات موسمی تبدیلیوں کی وجہ سے دیرے دیرے ہوئی مگر یہ عمل شمال مغرب پر آریوں کے لگا تار حملوں کی وجہ سے ہی پورا ہوا ہوگا۔

11.6.1: موسمیاتی تبدیلی کے نظریہ سے متعلق تنقید:

اسکالروں نے جن میں R.A. Bryson, M.A. Swain, D.P. Agrawal, Bridget and F.R. Allchin شامل ہیں، گردیپ سنگھ کے نظرے کو تسلیم کیا وہیں دوسری طرف کچھ دوسرے اسکالر ہیں جیسے Vishnu-Mittre, B.K.Thapar, B.M. Pande, L. Falm and S.K. Seth نے ہڑپا دور میں ماحولیاتی نمی کے موجودہ کے سلسلے میں ان دلائل پر سوال اٹھائے جو گردیپ سنگھ نے پیش کیے تھے

1991 میں شائع ہوا مضمون بعنوان 'High-Resolution Holocene Environmental Changes in the Thar Desert, Northwesern India ' Y. Enzel, L.L. Ely, S. Mishra, R. Ramesh, R. Amit, B. Lazar, S.N. Rajaguru,V.R. Baker, and S. Sandler نے تھار ریگستان کی Lunkaransar جھیل کے ذرات (sediment) کا مطالعہ کیا اور ساتھ ہی ان سے جڑی ہوئی ہندرہ ریڈیو کاربن تاریخوں کی بھی جانچ کی اس تحقیق نے پایا کہ یہ جھیل 3500 قبل مسیح تک سوکھ چکی تھی۔ اس سے یہ بات سامنے آئی کہ سندھ تہذیب کا آغاز، اس کی ترقی، اور اس کا زوال ایک ایسے خشک ماحول میں ہوا جو اس تہذیب کی ابتدا سے تقریبان 800 سال پہلے ہی شروع ہو چکا تھا۔ ان اسکاروں کی رائے میں سندھ تہذیب کے خاتمے کو سمجھنے میں بارش کا سوال بہت کم اہمیت رکھتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

1. M.R. Mughal کی تحقیقات پر مختصر روشنی ڈالیے۔
2. ان اسکالروں کا نام بتائیں جو سندھ تہذیب کے دور میں ماحولیاتی نمی کے نظرے سے اتفاق نہیں رکھتے
3. گردیپ سنگھ نے کس علاقے میں اپنی تحقیق کی؟ ان کے مطابق خشک دور کتنے سالوں پر محیط تھا۔
4. گردیپ سنگھ کے نظرے سے اتفاق نہ رکھنے والے اسکاروں کا نام بتائیں۔

11.7: قدرتی وسائل کے بے تحاشا استعمال کا نظریہ:

محققّوں نے ہڑپا تہذیب پر ماحولیاتی اثر کے بارے میں بحث کی ہے۔اور ساتھ ہی انہوں نے بنی نواع انسان کا ہڑپا کے ماحولیات پر نمایاں اثرات کی بھی بات کی ہے۔ اگر چہ والٹر اے فیئر سروس (Walter A. Fairservis) نے انسان، پانی اور زمین کی آپسی نسبت کے مسلے کے بارے میں جامع اور وسیع تجزیہ کیا ہے۔ لیکن پھر بھی ان سے پہلے نامور محقق مارٹیمر ویلر (Mortimer Wheeler) نے اس سلسلے کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔موہنجوداڑو میں سکونت پذیر لوگوں کے ذریعے قدرتی وسائل کا بے تہاشا استعمال کے بارے میں مارٹیمر ویلر نے مندرجہ ذیل مشاہدہ کیا ہے۔

> مسلسل زراعت اور کاشتکاری ، نالی آبپاشی کی نظراندازی اور زیادہ چراہ گاہوں کی وجہ سے موہنجوداڑو کے گردونواح میں زیر کاشت زمین کی حالت ابتر ہوگئی۔ پختہ اینٹوں کو تیار کرنے کے لئے سبز درختوں کا ان تھک اصراف اور استعمال سے زمین کی نباتیاتی زندگی کا موجودہ حصہ اور بخارات کم ہونے لگا۔جسکی وجہ سے موہنجوداڑو کی سرزمین کا پوشاکی منظر بدل گیا۔

ویشنومترے (Vishnu- Mittre) اپنے مکالمہ 'ہڑپا تہذیب اور اس میں نئے نقطہ نظر کی ضرورت' میں اس بات پر بحث کرتے ہے کہ ہڑپا کے لوگوں کا قدرتی وسائل کا بے تہاشا استعمال اور بدانتظامی ہی ہڑپا تہذیب کے زوال کا باعث بنی۔اس بات کو ثابت کرنے کے لئے انہوں نے تاریخ سے جڑی ہوئی کئی مثالوں کا ذکر کیا ہے۔ جیسے راجستھان کے ضلع جیپور میں واقع ایک گاؤں Hystera میں نباتیاتی زندگی کو ختم کرنے کی وجہ سے زمینی کشر (soil erosion) ، ریت کے ٹیلے اور Hystera کے ساتھ Lakhpat کی صحرافت بھی وجود میں آ گئی۔اسلئے ان کا دعویٰ ہے کہ انسان کی منفی افعال بھی ہڑپا تہذیب کے زوال کی وجہ ہوسکتی ہے۔

لیکن والٹر اے۔فیئر سروس نے اس مدعے پر تفصیلی مطالعہ کر کے کہا ہے کہ شہری مطالبہ اور زمین کی فراہمی صلاحیت کے درمیان عدم توازن سے بھی ہڑپا کا زوال ہوا ہوگا۔اس دعوے کی کھوج کرنے کے لئے انہوں نے اس سوال سے شروعات کی کہ کیسے انسان، پانی اور زمین کی آپسی نسبت سے ہڑپا وجود میں آ گئی اور بعد میں اسی کی وجہ سے زوال کا شکار ہوگئی۔ فیرسروس اس سوال کو سندھ کی جدید مردم شماری معلومات کے زریعے جواب دینے کی کوشش کرتا ہے۔انہوں نے سندھ کی آبادی، وہاں کی زمین، جنگلات کا وہ حصہ جو لوگوں کی معمول کی زندگی یا روزمرہ کی

زندگی میں استعمال ہو گیا، فصلیں جو وہ اگاتے تھے، انکا درجہ صراف، پالتو جانوراوران کے لئے چارا کی ضرورت، وغیرہ جیسی چیزوں کو دیکھنے کی کوشش کی۔ انہوں نے کئی سارے جگہوں کی آبادی کا اندازہ بھی پیش کیا۔ ان کے کہنے کے مطابق موہنجوداروکی آبادی 41250 ہوگی جو 10428 گھروں میں 5500000 مربع فیٹ رقبے پر آباد تھے۔

والٹر اے۔ فیئر سروس کہتا ہے کہ اس تہذیب کے سماج میں غیر معاشی ماہرین بھی رہتے تھے۔ جو معاشرے کے ذریعے حاصل کردہ کھانے کی اضافی اشیاء پر زندگی بسر کرتے تھے۔ اضافی پیداوار کی مقدار سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ تہذیب کے کتنے غیر معاشی ماہرین کے وجود کو قائم رکھ سکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ کسی بھی وجہ کی بناء پر جب روشگاریا معاش کا ذریعہ ختم ہو جائے اوراضافی پیداوارکم ہو جائے تو اقتصادی کشیدگی کی بناء پر غیر معاشی ماہرین ان جگہوں کا رخ کرتے ہیں جہاں سے ان کو روزگار اور معاش مل جائے۔

جدید مردم شماری معلومات کے مطابق، فیر سروس یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ اضافی پیداوارکم ہونے کی وجہ سے غیر یافتہ دور میں لوگوں کو چوپایوں کا تین چوتھائی چارہ وہاں کے مضافات علاقوں یعنیٰ جنگلوں اور چراہ گاہوں سے لینا پڑتا تھا۔ اسکے علاوہ اینٹوں کو پختہ بنانے کے لئے لوگوں کو جنگلوں کی لکڑی بحثیت ایندھن کی ضرورت پڑتی تھی۔ درجہ بالا بیان کئے گئے وجوہات کی بناء پر ایک غیر معمولی اقتصادی حالت پیدا ہوئی جس کی وجہ سے دنیا کی تیسری پرانی تہذیب زوال کا شکار ہوگئی۔ مزید ان کا کہنا یوں ہیں:

> جدید اعداد وشمار کی مدد سے قدیم صورت حال کا اندازہ ایک ترسیمی (Graphic) تخمینہ پیش کرتا ہے۔ جو ماحولیاتی اور اقتصادی لحاظ سے بہت مشکل ہے۔ شمالی سندھ کی ہموار سطح پر بگڑی ہوئی نباتاتی زندگی جو انسانوں، جنگلی جانوروں اور ہوائی وجہ سے برباد ہوگئی تھی، نے گاؤں اور شہروں میں سیلاب کا خطرہ پیدا کیا۔ اسکے برعکس وہاں کی بڑھتی ہوئی آبادی جس کا وجود زیادہ تر ربی فصل (Rabi Crop) پر دارومدار رکھتی تھی، نے موسمی کشیدگی کی وجہ سے اس خطّے کو چھوڑ دیا۔

اپنی معلومات کی جانچ:

ہڑپا کی تہذیب پر کس طرح قدرتی وسائل کے بے تحاشا استعمال سے اثر پڑا

11.8: خلاصہ (Summary):

ہڑپا تہذیب جنوبی ایشیاء کی پہلی تہذیب تھی۔ اس تہذیب کے زوال سے متعلق پچھلے ایک سو سالوں سے محققوں کے درمیان بحث چل رہی ہے۔ پہلے یہ کہا جاتا تھا کہ اس تہذیب کو حملہ آور آریاؤں نے اپنے پیروں تلے روند دیا۔ یہ نظریہ رام پرساد چندا (Ramprasad Chanda) نے پیش کیا تھا۔ اس نظریہ کو ثابت کرنے کے لئے R.E.M. Wheeler نے علم آثار قدیمہ کی مدد سے یہ تجویز کیا تھا کہ ہڑپا تہذیب کے زوال کی وجہ حملہ آور آریا ہی ہو سکتے ہیں۔ موہنجوداڑو میں پائے گئے ہڑیوں کے کچھ ڈھانچوں کی وجہ سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس اتنی بڑی تہذیب کو ختم کرنے میں آریاؤں کا ہی ہاتھ تھا۔ اسلئے انہوں نے ہڑپا تہذیب کی زوال کے متبادل وجوہات کو ڈھونڈ نے کے لئے کھوج شروع کی۔

نامور محقق Mackay اور Rao نے سیلابی نظریہ کو پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ جو دریا ہڑپا تہذیب کی زندگی بخشنے والی رگ تھی ان میں خوفناک سیلاب آنے کی وجہ سے اس تہذیب کا چراغ بجھ گیا۔ مسلسل بارشوں کے بغیر کسی اور وجہ کو بھی سیلاب کا باعث ٹھرانے کی کوشش کرتا ہے۔ Sahni ان کا کہنا ہے کہ زلزلوں کی وجہ سے بھی سیلاب واقع ہو گئے۔ جسکی وجہ سے ہڑپا تہذیب کے شہر اور قصبے پانی کی سطح کے نیچے آ گئے۔ لیکن H.T. Lambrik اس نظریہ کو رد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ دریاؤں کے بدلتے ہوئے سمت اور ہوا کی وجہ سے زرخیز زمین رسوبی مٹی (گاد سے بھری ہوئی چکنی مٹی) کی تہہ نشینی ہوئی۔ جس سے زمین کی زرخیزیت ختم ہو گئی۔ کچھ محققوں کا ماننا ہے کہ حد سے زیادہ سیلاب کی وجہ سے ہڑپا تہذیب کا زوال وقوع پذیر ہو گیا۔ لیکن M.R. Mughal کا کہنا ہے کہ پانی کی قلت کی وجہ سے یہ تہذیب زوال کا شکار ہو گئی۔ اپنی تحقیق میں وہ بتاتے ہیں کہ کیسے دریائے گاگر حاکر (Ghaggar-Hakra) کے خشک ہونے کی وجہ سے اس تہذیب کا زوال آ گیا۔ اسکے برعکس Gurdip Singh کا کہنا ہے کہ تین سو سالہ سوکھا پن کی وجہ سے ہڑپا تہذیب کا زوال ہو گیا۔ لیکن کئی محققوں کے اس نظریئے کو بھی رد کیا۔ بہت سار محققوں کا ماننا ہے کہ نہ صرف آب و ہوا نے ہڑپا کے لوگوں اور ان کی تہذیب کو متاثر کیا بلکہ لوگوں نے بھی ہڑپا کا آب و ہوا بری طرح سے متاثر کر دیا۔ کئی محقق خاص طور پر فیر سروس جدید مردم شماری کے مطابق یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ ہڑپا کے قدرتی وسائل کا بے تحاشا استعمال کی وجہ سے ہڑپا تہذیب کا زوال ماحولیاتی انحطاط اور زوال وجود میں آ گیا۔

11.9: سوالات:

1۔ بالغ ہڑپا قصبوں، جگہوں (sites) کی تعداد کل کتنی ہے۔ اور ان میں سے ہندوستان میں کتنی ہیں؟

2۔ D.D. Kosambi کا پورا نام کیا ہے؟

3۔ آریائی حملے کے نظریہ پر بحث کیجئے؟

4۔ کیا آپ اس بات سے اتفاق رکھتے ہیں کہ دریا(rivers) ہڑپا تہذیب کے دشمن تھے؟ اگر ہیں تو کیوں؟ اگر نہیں ہے تو کیوں؟

5۔ Desiccation Theory (پانی کے خشک ہونے کے نظریہ) پر ایک مختصر نوٹ لکھئے؟

6۔ گردیپ سنگھ کے نظریئے کا تنقیدی جائزہ لیجئے؟

7۔ کیا ماحولیاتی تباہی کی وجہ سے انسانی تہذیب کا خاتمہ ہوگیا؟ ہڑپا تہذیب اور موجودہ نسل کو اس سے کیا سبق سیکھنا چاہیئے، اس حوالے سے بحث کیجئے؟

11.10: مزید معلومات کے لیے ان کتابوں کا مطالعہ کریں:

1. Basham, A.L., *The Wonder That was India*, Rupa & Co, New Delhi, 1998, (first pub. in 1954), pp. 26-28.

2. Chakravarti, Ranabir, *Exploring Early India*, Macmillan, Delhi, 2013 (first pub. in 2010), pp. 34-35.

3. Jha, D.N., *Early India: A Concise History*, Manohar, New Delhi, 2004, pp. 39-41.

4. Keay, John, *India : A History: From the Earliest Civilisations to the Boom of the Twenty-First Century*, Harper Press, London,

2010, pp. 22-24.

5. Kochhar, Rajesh, *The Vedic People: Their History and Geography*, Orient Longman, Hyderabad, 2002 (first pub. in 2000), pp. 76-80.

6. Kosambi, D.D., *An Introduction to the Study of Indian History*, Popular Prakashan, Bombay, 2004 (first pub. in 1956), pp. 72-76.

7.Lahiri, Nayanjot ed., *The Decline and Fall of the Indus Civilization*, Permanent Black, Delhi, 2006 (First pub. in 2000)

8. Ratnagar, Shereen, *Understanding Harappa: Civilization in the Greater Indus Valley,* Tulika, New Delhi, 2001, pp. 139-153.

9. Sharma, R.S., *India's Ancient Past*, Oxford University Press, New Delhi, 2018 (first pub. in 2005), pp. 85-93.

10. Singh, Upinder, *A History of Ancient and Early Medieval India: From the Stone Age to the 12th Century*, Pearson, Delhi, 2013 (first pub. in 2009), pp. 179-180.

11. Thapar, Romila, *Early India: From the Origins to AD 1300*, Penguin Books, New Delhi, 2003, pp. 86-88.